خطاب نواب بہادر یار جنگ

اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ - کراچی (۱۹۴۳ء)

[آل انڈیا مسلم لیگ کا اکتیسواں اجلاس ۲۴ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں کراچی میں منعقد ہوا تھا- اجلاس کی اختتامی نشست میں تین روز کا بحث مباحثہ سمیٹتے ہوئے قائد اعظم نے حاضرین سے پوچھا کہ "مسلمانوں کو کس چیز نے یک جان کر رکھا ہے، مسلم برادری کس لنگر سے بندھی ہوئی ہے اور کس مضبوط بنیاد پر کھڑی ہے؟ خود ہی جواباً کہا کہ "اسلام—— عظیم کتاب قرآن مسلمانانِ ہند کا لنگر ہے، مجھے یقین ہے، ہم جوں جوں آگے بڑھیں گے، ہماری وحدت بڑھتی جائے گی——ایک خدا، ایک کتاب، ایک قبلہ، ایک پیغمبر ایک قوم-"

اجلاس کی اختتامی نشست سے نواب بہادر یار جنگ نے خطاب کیا اور مسلمانانِ ہند جس پاکستان کے لیے جدوجہد میں مصروف تھے، اُس کا خاکہ پیش کیا- ذیل میں نواب بہادر یار جنگ کے تاریخی خطاب کا متن دیا جاتا ہے-مدیر]

برادرانِ ملت!

مسلم لیگ کا اجلاس ہو چکا اور حسب روایت قدیم میں آپ کو مخاطب کرنے کھڑا ہوا ہوں- اس اجلاس کو میں مسلم لیگ کی زندگی کا نیا باب تصوّر کرتا ہوں اور اس کی منظور کردہ چھ میں سے تین قرار دادیں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں یعنی کونسل آف ایکشن کی قرار داد، پنج سالہ پروگرام بنانے والی کمیٹی کی قرار داد اور نئے الیکشن کے مطالبہ کی قرار داد- آخر الذکر کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کروں گا- صرف اسی قدر کہنا کافی تصور کرتا ہوں کہ میرے پنجابی احباب سر فضل حسین کی رُوحِ پرفتوح کے لیے چاہے کتنے شکر گزار ہوں، پھر بھی اگر نئے الیکشن ہوئے تو بقول غالب

بھرم کھل جائے ظالم تیری قامت کی درازی کا
اگر اس طُرّہ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

صبحِ امید

مجھے دوسری دونوں قرار دادوں کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ میں ان قرار دادوں کو دورِ نو کا آغاز اور صبح امید کا نشان تصور کرتا ہوں، مسلم لیگ کے مستقبل کی درخشانی کی علامت سمجھتا ہوں اور اپنے قائد سے داغ کے الفاظ میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

تیور ترے اے رشکِ قمر دیکھ رہے ہیں
ہم شام سے اندازِ سحر دیکھ رہے ہیں

حضرات! مسلم لیگ کا احیاء اور ترقی ایک فطری احیاء اور فطری ترقی ہے جو بتدریج اور بہ استقلال عمل میں آئی اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔ اس نے ہماری سیاسی حیات کو اچانک اور یک دم منقلب نہیں کیا، بلکہ آہستہ آہستہ ہمیں منزل کی طرف بڑھایا ہے تاکہ ہمارا قدم آگے بڑھے اور ہم پیچھے نہ ہٹنے پائیں۔

دو قومی نظریہ

قائد اعظم نے جس وقت لیگ کی زمام اپنے ہاتھوں میں لی، ہمارے دماغوں پر مختلف باطل تصورات چھائے ہوئے تھے۔ برادرانِ وطن نے بہ انداز دوستی ہم کو یقین دلایا تھا کہ ہم دس کروڑ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ہندوستان میں ایک اقلیت ہیں۔ یہ احساس کمتری ہمارے ہر چھوٹے بڑے میں سرایت کر گیا تھا۔ قائد اعظم نے ہم کو بتلایا کہ ہم اقلیت نہیں ہیں۔ دس کروڑ کی تعداد رکھنے والی کوئی جماعت اقلیت نہیں کہلا سکتی۔

تم ایک قوم ہو مستقل قوم، جس کا قوام اقوامِ عالم سے بالکل مختلف اور جدا ہے اور جس کی بنیاد و ترتیب جغرافیہ، نسل و رنگ کی ادنیٰ تفریقات سے بالاتر ہے۔

اقبال کا خواب

جب قوم میں یہ خیال عام ہو گیا کہ ہم ایک اقلیت نہیں، ہم ایک مستقل قوم ہیں تو انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ جس ملک میں دو قومیں آباد ہوں اور دونوں کے مذہبی اور ثقافتی تصورات میں بُعد المشرقین ہو تو اس ملک میں جمہوریت صحیح طرز حکومت نہیں ہو سکتی۔ جب اس نظریے نے بھی مسلم عوام کے قلوب میں جگہ پیدا کر لی تو قائد اعظم نے اقبال کے خواب کو آشنائے تعبیر کیا اور ہندوستان کے شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں میں آزاد مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا، جس کو اب عرفِ عام میں پاکستان کہتے ہیں۔

نعرۂ جنگ

آج سے تین سال پہلے خود ہم میں سے بہت سے لوگ یہ کہتے تھے کہ مسلم لیگ کا یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکے گا، لیکن ہندوستان میں کرپس کی آمد اور موجودہ پرامید حالات نے پاکستان کے عنقریب حاصل ہونے کا تیقن پیدا کر دیا ہے۔ مسلمان زیادہ سے زیادہ اس مطالبہ سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ اب وقت آگیا تھا کہ مسلم لیگ اس جنگ کی تیاری کا آخری قدم اٹھائے۔ دہلی میں ہم نے حکومتِ برطانیہ کو آخری تنبیہ دی اور آج آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل آف ایکشن تجویز پاس کر کے اس عزم کا اظہار کیا اگر پاکستان افہاماً نہیں مل رہا ہے تو ہم یہ بزور بازو حاصل کریں گے۔

حضرات! وہ قائد یا سپہ سالار جس کے سپاہی مفلوج و ناکارہ ہوں، کسی مہم کو کامیابی کے ساتھ سر نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نعرۂ جنگ بلند کرنے سے پہلے اپنی فوجی حالات کا اندازہ کر لے۔ یہ کونسل آف ایکشن اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک صوبے میں اپنی طاقت کا اندازہ کر لے، بلکہ نئی طاقت پیدا کرے جب اور اس کو اس دن کے لیے تیار کرے قائد کی طرف سے کوچ کا حکم ملے۔

میدانِ کارزار

مسلمانانِ ہند! جلسوں کا منعقد کر لینا، تجاویز پاس کر لینا، تقریریں کرنا، تقریریں سُننا کسی قوم کی زندگی میں انقلاب پیدا نہیں کر سکتا۔ جہاں تک آپ کے ذہن اور فکر کی تربیت کا تعلق تھا، وہ منزل گزر چکی۔ اب عمل اور صرف عمل کا وقت ہے۔ اگر آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پاکستان کا مطالبہ کر کے اس کو ذلیل نہ کیجیے۔

داغ گو شاعرِ بزم تھا، مگر بعض دفعہ اس نے بڑے پتے کی باتیں کہی ہیں۔ کہا تو اس نے رندی اور سرمستی کے انداز میں ہے لیکن شاید ہم سے ہی مخاطب ہو کر کہا ہے کہ

نہ تھی تاب اے دل تو کیوں چاہ کی
بڑا تیر مارا اگر آہ کی

اس لیے تیار ہو جاؤ اور اپنے محتاط اور عاقبت بیں قائد کو یقین دلاؤ کہ اس کی پوری قوم ہر مرحلے میں اس کے ساتھ ہے۔

قائد اعظم! آپ مایوس نہ ہوں۔ آپ کے دوست اور پرانے ساتھی حضرتِ اقبال نے ہی شاید آپ سے مخاطب ہو کر کہا ہے۔

اے رہبرِ فرزانہ مایوس نہ ہو ان سے
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

ممکن ہے آپ کو اس طبقے سے کام کے آدمی نہ ملیں جس کو اعلیٰ طبقہ کہتے ہیں، لیکن آپ کی قوم جانباز سپاہیوں سے خالی نہیں ہے۔

عہدِ وفا

قائد اعظم! آپ کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے اجازت دیجیے کہ سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کروں۔ جو فہرست آپ کی کونسل آف ایکشن مرتب کرے، اس کے لیے حکم دیجیے کہ آپ کے اس سپاہی کا نام سب سے پہلے درج کر لیا جائے۔ میں آپ کو، اس اجلاس کے سارے شرکاء کو سنسناتی ہوئی ہواؤں کو، اس پنڈال پر چمکتے ہوئے سورج، چاند اور ستاروں کو، سارے کروبیوں کو اور خود خدائے قادر و قیوم کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے اس راستے کی کسی کٹھن منزل میں کبھی پیچھے نہ پائیں گے۔

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی مرا

نذرانۂ جاں

قائد اعظم! وہ دن میرے لیے عید کا دن ہو گا جس دن ملت محمدی ﷺ کے راستے میں اپنے گرہ کی آخری پائی اور اپنے خون کا آخری قطرہ نچھاور کر کے فخر و ناز کروں گا، جس دن میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور جس دن میرا جسم زخموں سے چور ہو گا۔
(مجمع سے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں)

اس قدر جلد فیصلہ نہ کیجیے۔ میں نے اپنے جس عزم کا اظہار آج کیا ہے، وہ میرے بارہ سال کی شبانہ روز غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ میں نے اس کی تیاری کی اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ جاؤ! اپنی بیویوں کے تابناک چہروں کو دیکھو، اپنے بچوں کی مسکراہٹ کو، اپنی زندگی کی ہر خوشی کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر فیصلہ کرو، اپنی تجارت اور ذرائع معیشت کی ساری تباہیوں کا بغور تصور کر کے ایک مرتبہ تصفیہ کرو۔

مسلمانو! وہ فیصلے جو جوش کے عالم میں دوسروں کی تقلید میں کر دیے جاتے ہیں، بسا اوقات آنی اور اسی لیے فانی ہوتے ہیں۔ آج ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے، جو شجرِ ملت پر پھول بن کر مہکنا چاہتے

ہوں اور پھل بن کر کام و دہن کو شیریں کرنا چاہتے ہوں، ہمیں ان کی ضرورت ہے جو کھاد بن کر زمین میں جذب ہوتے ہیں اور جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں، جو مٹی اور پانی میں مل کر رنگین پھول پیدا کرتے ہیں، جو خود فنا ہوتے ہیں اور پھلوں میں لذت و شیرینی پیدا کرتے ہیں۔ ہم کو ان کی ضرورت نہیں جو کاخ و ایوان کے نقش و نگار بن کر نگاہ نظارہ باز کو خیرہ کرنا چاہتے ہوں۔ ہم ان بنیاد کے پتھروں کو چاہتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے زمین میں دفن ہو کر اور مٹی کے نیچے دب کر استحکامِ عمارت کی ضمانت دے سکتے ہوں۔ میں نے کل کہا تھا اور آج پھر بتا دینا چاہتا ہوں کہ

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کَے

پاکستان کا تعمیری لائحہ عمل

حضرات! اس اجلاس کی دوسری خصوصیت پلاننگ کمیٹی یعنی پنجسالہ پروگرام یا لائحہ عمل مرتب کرنے والی جماعت کا قیام ہے۔ فارسی کا قول ہے

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

آج دنیا میں وہ لوگ بھی جو عالم گیر جنگ کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور جس کی فتح و شکست کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، اس وقت جب کہ ان کی کشتی حیات گردابِ قضا میں چکر کھا رہی ہے، ساحل کے نقشے تیار کر رہے ہیں، ہر جگہ تعمیر بعد از جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہم نے بھی پاکستان کو اپنے سامنے پا کر اگر پاکستان کے مستقبل، ترقی و خوشحالی کے متعلق سوچنا شروع کر دیا تو حقیقت یہ ہے کہ بہت صحیح قدم اٹھایا ہے۔

پاکستان کا دستوری نظام

حضرات! پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں، جتنا پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب و معین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ قرآن مجید ہے، کتنی صحیح نظر اور کتنے صحیح فیصلے ہیں، اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم پاکستان کے آلہ کار بن کر ان ہی دساتیر کا فرانہ پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کار بند ہے، اگر پاکستان کا یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں، اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظامِ حکومت قائم ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا، ایک نشاۃ

ثانیہ ہوں گی، یہ ایک حیات نو ہوگی جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیات اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی، اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر ہوگی، سُن لیجیے اور آگاہ ہوجائے کہ جس سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ اللہ پر نہیں ہے وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

(قائداعظم نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مکا مار کر فرمایا: "تم بالکل درست کہتے ہو"۔)

لیجیے قائداعظم نے میرے اس قول پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

پاکستان کا تعلیمی نظام

اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانانِ ہند کو عموماً اور مسلمانانِ پاکستان کو خصوصاً پاکستان میں زندہ رہنے کے قابل بنائے اور پاکستان کے لیے خالص اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی نظام عمل مرتب کرے۔

دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی انقلاب عملی صورت نہیں اختیار کر سکتا، جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہوجائے، تاریخ عالم گواہی دیتی ہے کہ ہر انقلاب کو عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے ذہنی انقلاب سے گزرنا پڑتا ہے۔

تاریخِ انقلاب میں صرف محمدی ﷺ انقلاب ہی ایک ایسا انقلاب تھا، جس نے بائیس برس کی قلیل مدت میں ان دونوں منزلوں کو طے کیا۔ ذہنی انقلاب کے پیدا کرنے کی ایک صورت تو یہی اجتماعات اور محفلیں ہیں، لیکن انقلاب کو وجود میں لانے کا مستقل اور بنیادی ذریعہ صحیح اور مؤثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔

ہندوستان کی سب سے بڑی بدبختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام اس قوم نے مرتب کیا جو نہ صرف ہندوستان کی سرزمین اور اس کے معاشی ذرائع پر قابض ہونا چاہتی تھی، بلکہ اس کے ذہن و فکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہماری تاریخ کو اس انداز سے ہمارے سامنے پیش کیا کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے بن کر رہ گئے، جس نے ہم میں خود فراموشی کو بڑھایا اور خود اعتمادی کو گھٹایا، جس نے ہماری مشرقی خصوصیات کو فنا کیا اور ہمیں مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا۔ ضرورت ہے کہ مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا مقام تعلیمی نظام کو دیا جائے۔ ایسا تعلیمی نظام جس کی بنیاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر ہو۔ جس نظام تعلیم سے گزرنے کے بعد مسلمان کا بچہ اسلامی نظام میں نشوونما پائے تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں ملتِ اسلامیہ کی صحیح خدمت انجام دے سکے۔ میں اعلیٰ تعلیم کے مقابلہ میں ابتدائی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔

ابتدائی تعلیم بنیاد ہے، جس کی مضبوطی پر عمارت کے استحکام کا انحصار ہے، ہم واردھا اسکیم کی مخالفت میں آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں، اس کے مصنفین کے خلاف سب وشتم کا ہنگامہ بپا کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے پنڈال کی فضا گونجنے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی پوچھے کہ تم کیا چاہتے ہو تو ہمارے پاس متبادل اسکیم کی صورت میں کوئی جواب نہیں ہوتا۔ آپ کی یہ پلاننگ کمیٹی مفکرین اسلام کے مشورے سے پاکستانی مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایسا ہی نظام مرتب کرے گی۔ یاد رکھو قوم کی بے عملی صرف اخلاقی پستی ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس قوم کی سیاسی غلامی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے تمام وسائل اس کمیٹی کی کامیابی کے لیے استعمال کریں۔

پاکستان کا معاشی نظام

دوسرا اہم مسئلہ جو اس کمیٹی کے دائرہ کار میں شامل ہوگا آپ کی معاشی تنظیم کا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی موجودہ کشمکش سرتاسر معاشی ہے۔ جو لڑائی اس وقت لڑی جارہی ہے اس کے اسباب پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشی اور صرف معاشی مسائل اس کی تہہ میں کار فرما ہیں۔

اسلام کا آفتاب دنیا کے افق پر اس وقت طلوع ہوا جب دنیا کے ایک طرف سیم و زر کے فلک بوس پہاڑ تھے اور اس کی دوسری طرف نکبت و افلاس کے عمیق غار نظر آرہے تھے۔ نام نہاد پیشواؤں نے مذہب کو آلہ کار بنا کر بنی نوع انسان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے اور خود ساختہ اصول کے تحت اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز قائم کر رکھا تھا۔ شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا دور دورہ تھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے بہ یک جنبشِ لب لا الہ الا اللہ کہہ کر عظمت و جلال حق سے باطل کی ساری عمارتوں کو مسمار کر دیا اور تبلیغِ توحید سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان غاروں کو بھرا جو افلاس و نکبت نے پیدا کر دیے تھے، اور انسانیت کی سطح ایک کر دی تھی۔ محمد عربی ﷺ کی محفل میں ہم بلال حبشیؓ کو ہم دوش ابو بکرؓ اور عمار بن یاسر کو ہم نشین ابن خطابؓ دیکھتے ہیں۔ امتناع سود سے سرمایہ داری کی جڑیں کٹ گئیں، وراثت کے قانون نے دولت کے جمع ہونے کے راستے روک دیے۔ زکوٰۃ نے اس دولت کو جو کسی نہ کسی طرح ان موانع کی موجودگی میں جمع ہوتی جبراً تقسیم کر دیا اور ارتکاز دولت یا جمع مال کی مذمت اور انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین نے مدینہ میں عہدِ رسالت کے آخری ایام کو مسکین کے وجود سے خالی کر دیا۔ الارض للہ کا قرآنی پیغام سنا کر نبی امی نے زمین کی ملکیت صرف خدا اور اُس کے خلیفہ یعنی اسلامی اسٹیٹ کے لیے مخصوص کر دی۔ نہریں، جنگل، معدنیات وغیرہ یہ سب اسٹیٹ کی مشترک ملک قرار پائے اور کسی فردِ واحد کو یہ حق نہ رہا کہ اُن کے ذریعہ دولت کے ڈھیر جمع کرے۔ زکوٰۃ کے تعلق سے اجمالاً و اشارتاً یہ بات ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ یہ اسلامی ٹیکس آمدنی پر وصول نہیں کیا جاتا، بلکہ سرمایہ پر وصول کیا جاتا ہے اور ان سارے ٹیکسوں سے بڑھ جاتا ہے جو آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد انسانیت نے اپنی

ترقی یافتہ ضرورتوں کے مدّنظر وضع کیے ہیں۔ کیا اس نظام کی موجودگی میں کسی اور معاشی نظام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت ہے؟

میں محسوس کر رہا ہوں اور پوری شدّت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں کہ روس کی اس جنگ میں انگلستان کے ساتھ شرکت نے ہندوستان کے لیے کمیونزم کی تبلیغ اور دعوت کے دروازے کھول دیے ہیں اور کمیونسٹ مبلغین کو موجودہ گرانی اور قلتِ اجناس نے موقع بہم پہنچایا ہے کہ غریبوں کے سامنے روٹی اور کپڑے کا نعرہ بلند کر کے ان کو کمیونزم کی طرف گھسیٹیں۔ میں اپنے نوجوانوں کو ہندو نوجوانوں سے زیادہ اس مذہبِ معاش کی طرف متوجہ ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ اگر کمیونزم کے معنی صرف یہ ہیں کہ دنیا سے غربت و افلاس کو مٹایا جائے اور ہر انسان کو روٹی اور کپڑا مہیا کیا جائے تو میں اپنے آپ کو سب سے بڑا کمیونسٹ کہہ سکتا ہوں اور اگر اس کے پیچھے یہودی کارل مارکس کا وہ فلسفہ کام کر رہا ہے جس کی بنیاد انکارِ خدا پر ہے تو میں کمیونزم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

اسلام کی بنیاد وجود باری کے عقیدے پر رکھی گئی ہے اور اگر مسلمان اس سے ہٹ رہا ہے تو اسلام سے ہٹ رہا ہے، سیدھے راستے سے ہٹ رہا ہے، خیر سے ہٹ کر شر کی طرف جا رہا ہے، سلامتی کی منزل سے منہ موڑ کر تباہی کے غار میں گرنا چاہتا ہے۔ میں اس اجلاس میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ "ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اٹھ جائیں جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ قرآن کے واضح اور اٹل احکامات میں تحریف و اضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور جو روٹی کپڑے کے بدلے مسلمان کا ضمیر اور اس کا ایمان خریدنا چاہتے ہیں۔"

(مجمع سے بے پایاں شور بلند ہوتا ہے "ہم صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں")

مجھے یقین ہے کہ ہماری پلاننگ کمیٹی جب پاکستان کے لیے معاشی نظام مرتب کرے گی تو اس کی بنیاد قرانی و اسلامی نظام معاشی پر ہوگی۔

(قائد ملت زندہ باد، قائداعظم زندہ باد کے فلک شگاف نعرے)

قائداعظم! میں نے پاکستان کو اسی طرح سمجھا ہے اور اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ہم ایسا پاکستان نہیں چاہتے۔

(قائداعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا "آپ مجھے قبل از وقت کیوں چیلنج دے رہے ہیں۔")

نہیں قائداعظم! میں چیلنج نہیں دے رہا ہوں۔ میں اس چیلنج کے ذریعے آپ کے عوام کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ ایسا ہی پاکستان چاہتے ہیں۔ جس کا اس وقت اجمالی تصور پیش کیا گیا ہے۔

نشاۃ ثانیہ

بردرانِ ملت! یاد رکھیے پلاننگ کمیٹی کا تقرر آپ کی سیاسی زندگی کی نشاۃ ثانیہ ہے۔ وہ قوم جو

تعلیمی اور معاشی حیثیت سے آزاد نہ ہو سیاسی حیثیت سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتی۔ تعلیمی اور معاشی غلامی کے ساتھ سیاسی آزادی غلامی کی بدترین قسم ہے۔

اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ کر کے اگر آپ ایسا ملک چاہتے ہیں جس میں پاک لوگ بستے ہوں اور جو خیالات کے اعتبار سے، افکار و اعمال اور کردار کے لحاظ سے پاک ہوں تو میرے دوستو یاد رکھو کہ جسمانی ناپاکی دور ہو سکتی ہے، اور آسانی سے دور ہو سکتی ہے لیکن ذہن و فکر اور قول و عمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے جس کو دور کرنے کے لیے خدا نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کی ہیں، وہ اسی وقت دور ہو سکتی ہے جب نبی کی اتباع کی جائے۔ کیا ان ناپاکیوں میں آلودہ ہو کر، جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر، مکروفریب میں مبتلا رہ کر، ظلم و استبداد کو جاری رکھ کر کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم پاک ہیں اور اگر ہم ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہمیں ہندوستان کے دونوں گوشوں میں خود مختار حکومت مل بھی گئی تو کیا وہ پاکستان کہلانے کی مستحق ہوگی؟

پاک بننے کی اس کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان میں رہنے کے لیے پاک بننے کی ضرورت ہے، بلکہ پاکستان کے حصول کے لیے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے۔

مکروفریب کی سیاست طالبانِ پاکستان کی سیاست نہیں ہو سکتی

آپ کی کونسل آف ایکشن کا سب سے پہلا طریقہ یہ ہوگا کہ پاکستان کی جنگ لڑنے والے سپاہیوں کو آج سے پاک بنانا شروع کر دے۔ مگر آہ! یہ ایک حقیقت ہے کہ سپاہی اس وقت تک پاک نہیں ہو سکتا، جب تک کہ ایک ایک سپاہ سالار پاک نہ ہو جائے۔

سن لو اور یاد رکھو! اسلام کے عہدِ حاضر کا سب سے بڑا مفکر کیا کہہ رہا ہے۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہیٰ

(شہ نشین پر بیٹھنے والوں کی طرف مخاطب ہو کر قائد ملت نے فرمایا)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

نوائے سروش

برادرانِ ملت! اس زندگی ناپائیدار میں انسان کا عمل ہی اسے حیاتِ دوام بخشتا ہے، آپ نے جس توجہ، خلوص اور محبت کے ساتھ میرے خیالات کو سنا ہے، اس کے لیے میں آپ کا بہ صمیمِ قلب شکر گزار ہوں۔

ہماری منزل اگرچہ نمایاں ہو کر نگاہوں کے سامنے آچکی ہے اور ہمیں اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ ہم اپنے عظیم قائد کی رہنمائی میں منزل سے ہمکنار ہو کر رہیں گے، لیکن راستے کے خطرات سے آگاہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وقت کے تند و تیز طوفانوں میں اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ ابتلاء و آزمائش کی کٹھن ساعتوں میں کتنے ہی سپاہی بچھڑ سکتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں آئندہ آپ کے درمیان نہ رہوں، اسی لیے میں نے آپ کا بہت سا وقت لیا ہے۔ میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے عظیم مقصد میں عظیم کامیابی عطا فرمائے۔ آخر میں اس مختصر سی دعا کے ساتھ جس کی برکات بے اندازہ ہیں رخصت ہوتا ہوں۔

یا ربنا یا ارحم الراحمین
رحم کن برحالِ ما یا رحمتہ اللعالمین